

اسوہ سید الساجدین حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

<"xml encoding="UTF-8?">

امام زین العابدینؑ کی ولادت باسعادت:

آپ بتاريخ ۱۵/جمادی الثانی ۳۸ ھ ق،یوم جمعہ (ایک قول کے مطابق) ۱۵/ جمادی الاول ۳۸ ھ جمعرات کو بمقام مدینہ منورہ پیداہوئے ۔(1)

علامہ مجلسی تحریرفرماتے ہیں کہ جب جناب شہربانوایران سے مدینہ کے لیے روانہ ہو رہی تھیں توجناب رسالت مآب نے عالم خواب میں ان کاعقدحضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ پڑھ دیاتھا ۔(2) اورجب آپ واردمدینہ ہوئیں توحضرت علی علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام کے سپردکرکے فرمایاکہ یہ وہ عصمت پروربی بی ہے کہ جس کے بطن سے تمہارے بعدافضل اوصیاء اورافضل کائنات ہونے والاہیچہ پیداہوگا چنانچہ حضرت امام زین العابدین متولدہوئے لیکن افسوس یہ ہے کہ آپ اپنی ماں کی آغوش میں پرورش پانے کالطف اٹھانہ سکے ”ماتت فی نفاسہابہ“ آپ کے پیداہوتے ہی ”مدت نفاس“ میں جناب شہربانوکی وفات ہوگئی ۔(3)

”کامل مبرد“ میں لکھا ہے کہ جناب شہربانو،بادشاہ ایران یزدجردبن شہریاربن شیرویہ ابن پرویزبن ہرمزبن نوشیروان عادل ”کسری“ کی بیٹی تھیں ۔(4) علامہ طریحی تحریرفرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے شہربانوسے پوچھاکہ تمہارانام کیاہے توانہوں نے کہا”شاہ جہاں“ حضرت نے فرمایانہیں اب ”شہربانوہے ۔(5)

نام،کنیت ،القاب :

آپ کااسم گرامی ”علی“ کنیت ابوالمحمّد۔ ابوالحسن اورابوالقاسم تھی، آپ کے القاب بے شمارتھے جن میں زین العابدین ،سیدالساجدین، ذوالثنات، اورسجادوعابد زیادہ مشہورہیں ۔(6)

لقب زین العابدین:

علامہ شبلینجی کابیان ہے کہ امام مالک کاکہناہے کہ آپ کوزین العابدینؑ کثرت عبادت کی وجہ سے کہاجاتاہے ۔(7)

علماء فریقین کارشادہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام ایک شب نمازتہجد میں مشغول تھے کہ شیطان اڑدھے کی شکل میں آپ کے قریب آگیا اوراس نے آپ کے پائے مبارک کے انگوٹھے کومنہ میں لے کائناشروع کیا، امام جوہمہ تن مشغول عبادت تھے اورآپ کارجحان کامل بارگاہ ایزدی کی طرف تھا، وہ ذراہی اس

کے اس عمل سے متاثر نہ ہوئے اور بدستور نماز میں منہمک و مصروف رہے بالآخر وہ عاجز آگیا اور امامؑ نے اپنی نماز بھی تمام کر لی اس کے بعد آپ نے اس شیطان ملعون کو طمانچہ مار کر دور بٹادیا اس وقت ہاتف غیبی نے انت زین العابدین کی تین بار صدادی اور کہا ہے شک تم عبادت گزاروں کی زینت ہو، اسی وقت آپؑ کا یہ لقب ہو گیا۔ (8) ایک روایت میں اسکی وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ قیامت میں آپ کو اسی نام سے پکارا جائے گا۔ (9)

لقب سجاد :

ذہبی نے طبقات الحفاظ میں بحوالہ امام محمد باقر علیہ السلام لکھا ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو سجاد اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ تقریباً ہر کار خیر پر سجدہ فرمایا کرتے تھے جب آپ خدا کی کسی نعمت کا ذکر کرتے تو سجدہ کرتے جب کلام خدا کی آیت ”سجدہ“ پڑھتے تو سجدہ کرتے جب دو افراد میں صلح کراتے تو سجدہ کرتے اسی کا نتیجہ تھا کہ آپ کے سجدے کی جگہوں پر اونٹ کے گھٹوں کی گھٹے پڑ جاتے تھے پھر انہیں کٹوانا پڑتا تھا۔

امام زین العابدین علیہ السلام کا بلند نسب اور نسل باپ اور ماں کی طرف سے دیکھے جاتے ہیں، امام علیہ السلام کے والد ماجد حضرت امام حسینؑ اور دادا حضرت علیؑ اور دادی حضرت فاطمہ زہرا (س) بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور آپ کی والدہ جناب شہربانو بنت یزدجرد ابن شہریار ابن کسری ہیں، یعنی آپ حضرت پیغمبر اسلام علیہ السلام کے پوتے اور نوشیرواں عادل کے نواسے ہیں، یہ وہ بادشاہ ہے جس کے عہد میں پیدا ہونے پر سرور کائنات نے اظہار مسرت فرمایا ہے، اس سلسلہ نسب کے متعلق ابوالاسود دوئلی نے اپنے اشعار میں اس کی وضاحت کی ہے کہ اس سے بہتر اور سلسلہ ناممکن ہے اس کا ایک شعر یہ ہے۔

وان غلاما بین کسری ہاشم لاکرم من ینط علیہ التمام

اس فرزند سے بلند نسب کوئی اور نہیں ہو سکتا چونو شیرواں عادل اور فخر کائنات حضرت محمد مصطفیٰ کے دادا ہاشم کی نسل سے ہو۔ (9)

شیخ سلیمان قندوزی اور دیگر علماء اہل اسلام لکھتے ہیں کہ نوشیرواں کے عدل کی برکت تو دیکھو کہ اسی کی نسل کو آل محمد کے نور کا حامل قرار دیا اور آئمہ طاہرینؑ کے ایک عظیم فرد کو اس لڑکی سے پیدا کیا چونو شیرواں کی طرف منسوب ہے، پھر تحریر کرتے ہیں کہ امام حسینؑ کی تمام بیویوں میں یہ شرف صرف جناب شہربانو کو نصیب ہو جو حضرت امام زین العابدین کی والدہ ماجدہ ہیں۔ (10) علامہ عبید اللہ بحوالہ ابن خلکان لکھتے ہیں کہ جناب شہربانو شاہان فارس کے آخری بادشاہ یزدجرد کی بیٹی تھیں اور آپ ہی سے امام زین العابدین متولد ہوئے ہیں۔ (11)

حضرت امام زین العابدینؑ کی شان عبادت :

جس طرح آپ کی عبادت گزاری میں پیروی ناممکن ہے اسی طرح آپ کی شان عبادت کی رقم طرازی بھی دشوار ہے ایک وہ ہستی جس کا مطمع نظر معبود کی عبادت اور خالق کی معرفت میں محو کامل ہو اور جو اپنی حیات کا مقصد اطاعت خداوندی ہی کو سمجھتا ہو اور علم و معرفت میں حد درجہ کمال رکھتا ہو اس کی شان عبادت کو سطح قرطاس پر کیونکر لایا جاسکتا ہے اور زبان قلم میں کس طرح کامیابی حاصل کر سکتی ہے یہی وجہ ہے کہ علماء کی بے انتہا کاوش کے باوجود آپ کی شان عبادت کا مظاہرہ نہیں ہوسکا، ”قد بلغ من العبادة ما لم يبلغه احد“ (12) آپ عبادت کی اس منزل پر فائز تھے جس پر کوئی بھی فائز نہیں ہوا۔ اس سلسلہ میں ارباب علم اور صاحبان قلم جو کچھ کہہ اور لکھ سکے ہیں ان میں سے بعض واقعات و حالات یہ ہیں:

واقعہ کربلا کے سلسلہ میامام کا صبر و استقامت :

شہادت امام حسینؑ کے بعد جب خیموں میں آگ لگائی گئی تو آپ انہیں خیموں میں سے ایک خیمہ میں بدستور پڑے ہوئے تھے، ہماری ہزار جانی قربان ہو جائیں، حضرت زینب (س) پر کہ انہوں نے اہم فرائض کی ادائیگی کے سلسلہ میں سب سے پہلا فریضہ امام زین العابدین علیہ السلام کے تحفظ کا ادا فرمایا اور امام کو بچالیا الغرض رات گزاری اور صبح نمودار ہوئی، دشمنوں نے امام زین العابدینؑ کو اس طرح جھنجوڑا کہ آپ اپنی بیماری بھول گئے آپ سے کہا گیا کہ ناقوں پر سب کو سوار کرو اور ابن زیاد کے دربار میں چلو، سب کو سوار کرنے کے بعد آل محمد کا ساربان پھوپھیوں، بہنوں اور تمام مخدرات کو لئے ہوئے داخل دربار ہوا حالت یہ تھی کہ عورتیں اور بچے رسیوں میں بندھے ہوئے اور امام لوہے میں جکڑے ہوئے دربار میں پہنچ گئے آپ چونکہ ناقہ کی برہنہ پشت پر سنبھل نہ سکتے تھے اس لیے آپ کے پیروں کو ناقہ کی پشت سے باندھ دیا گیا تھا دربار کو فہ میں داخل ہونے کے بعد آپ اور مخدرات عصمت قید خانہ میں بند کر دیئے گئے، سات روز کے بعد آپ سب کو لیے ہوئے شام کی طرف روانہ ہوئے اور ۱۹ منزلیں طے کر کے تقریباً ۳۶ / یوم میں وہاں پہنچے۔ کتاب کامل بھائی میں ہے کہ ۱۶ / ربیع الاول ۶۱ ھ کو بدھ کے دن آپ دمشق پہنچے ہیں اللہ رے صبر امام زین العابدین بہنوں اور پھوپھیوں کا ساتھ اور لب شکوہ پر سکوت کی مہر۔ شام کا ایک واقعہ یہ ہے کہ آپ کے ہاتھوں میں ہتھکڑی، پیروں میں بیڑی اور گلے میں خاردار طوق آہنی پڑا ہوا تھا ؛ اسی لیے آپ نے بعد واقعہ کربلا ایک سوال کے جواب میں ”الشام الشام الشام“ فرمایا تھا۔ (13)

شام پہنچنے کے کئی گھنٹوں یا دنوں کے بعد آپ آل محمد کو لیے ہوئے سربائے شہدا سمیت داخل دربار ہوئے پھر قید خانہ میں بند کر دیئے گئے تقریباً ایک سال قید کی مشقتیں جھیلیں۔ قید خانہ بھی ایسا تھا کہ جس میں دھوپ کی تمازت کی وجہ سے ان لوگوں کے چہروں کی کھالیں متغیر ہو گئی تھیں (14) قید کے بعد آپ سب کو لیے ہوئے ۲۰ / صفر ۶۲ ھ کو وارد ہوئے آپ کے ہمراہ سر حسینؑ بھی کر دیا گیا تھا، آپ نے اسے اپنے پدر بزرگوار کے جسم مبارک سے ملحق کیا۔ (15)

۸/ ربیع الاول ۶۲ ھ کو آپ امام حسینؑ کا لٹا ہوا قافلہ لئے ہوئے مدینہ منورہ پہنچے، وہاں کے لوگوں نے آہ وزاری اور کمال رنج و غم سے آپ کا استقبال کیا۔ ۱۵ شب و روز نوحہ و ماتم ہوتا رہا۔ تفصیلی واقعات کے لیے کتب مقاتل و سیر ملاحظہ کی جائیں۔ اس عظیم واقعہ کا اثر یہ ہوا کہ زینب سلام اللہ علیہا کے بال اس طرح سفید ہو گئے تھے کہ جاننے والے انہیں پہچان نہ سکے۔ (۱۶) رباب نے سایہ میں بیٹھنا چھوڑ دیا امام زین العابدینؑ تاحیات گریہ فرماتے رہے۔ (۱۷) اہل مدینہ یزید کی بیعت سے علیحدہ ہو کر باغی ہو گئے بالآخر واقعہ حرہ کی نوبت آگئی۔

واقعہ کربلا اور حضرت امام زین العابدینؑ کے خطبات :

معرکہ کربلا کی غم انگیز داستان تاریخ اسلام ہی نہیں تاریخ عالم کا افسوسناک سانحہ ہے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اول سے آخر تک اس ہوش ربا اور روح فرسا واقعہ می اپنے والد بزرگوار کے ساتھ رہے اور ان کی شہادت کے بعد خود اس تحریک کے علمبردار بنے اور پھر جب تک زندہ رہے اس سانحہ کا ماتم کرتے رہے ۱۰/ محرم ۶۱ ھ کا واقعہ یہ اندوہناک حادثہ جس میں ۱۸/ بنی ہاشم اور بہتر اصحاب و انصار شہید ہوئے حضرت امام زین العابدینؑ مرتے دم تک اس کی یاد فراموش نہ ہوئی اور اس کا صدمہ جانکاہ دور نہ ہوا، آپ یوں تو اس واقعہ کے بعد تقریباً چالیس سال زندہ رہے مگر لطف زندگی سے محروم رہے اور کسی نے آپ کو بشاش اور فرحناک نہ دیکھا، اس جانکاہ واقعہ کربلا کے سلسلہ میں آپ نے جو جابجا خطبات ارشاد فرمائے ہیں ان کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

کوفہ میں آپ کا خطبہ :

کتاب لہوف میں ہے (۱۸) کہ کوفہ پہنچنے کے بعد امام زین العابدینؑ نے لوگوں کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا، سب خاموش ہو گئے، آپ کھڑے ہوئے خدا کی حمد و ثناء کی، حضرتؑ نے نبی کا ذکر کیا، ان پر صلوات بھیجی پھر ارشاد فرمایا اے لوگو! جو مجھے جانتا ہے وہ تو پہچانتا ہی ہے جو نہیں جانتا اسے میں بتاتا ہوں میں علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ہوں، میں اس کافر زندہوں جس کی بے حرمتی کی گئی جس کا سامان لوٹا گیا جس کے اہل و عیال قید کر دیئے گئے میں اس کافر زندہوں جو ساحل فرات پر ذبح کر دیا گیا، اور بغیر کفن و دفن چھوڑ دیا گیا اور (شہادت حسینؑ) ہمارے فخر کے لیے کافی ہے اے لوگو! تمہارا براہو کہ تم نے اپنے لیے ہلاکت کا سامان مہیا کر لیا، تمہاری آراء کس قدر بری ہیں، تم کن آنکھوں سے رسول کو دیکھو گے جب رسول تم سے پوچھ گچھ کریں گے کہ تم لوگوں نے میری عترت کو قتل کیا اور میرے اہل حرم کو ذلیل کیا ”اس لیے تم میری امت سے نہیں ہو“۔

مسجد دمشق (شام) میں آپ کا خطبہ :

مقتل ابی مخنف ، بحار الانوار ، ریاض القدس ، اور روضة الاحباب (19) وغیرہ میں ہے کہ جب حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اہل حرم سمیت درباریزید میں داخل کئے گئے اور ان کو منبر پر جانے کا موقع ملا تو آپ منبر پر تشریف لے گئے اور انبیاء کی طرح شیریں زبان میں نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ خطبہ ارشاد فرمایا :

اے لوگو! تم سے جو مجھے پہچانتا ہے وہ تو پہچانتا ہی ہے، اور جو نہیں پہچانتا میں اسے بتاتا ہوں کہ میں کون ہوں؟ سنو، میں علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ہوں، میں اس کافر زندہوں جس نے حج کئے ہیں اس کافر زندہوں جس نے طواف کعبہ کیا ہے اور سعی کی ہے ، میں پسر زمر و صفاء ہوں، میں فرزند فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہوں، میں اس کافر زندہ ہوں جسے پشت گردن سے ذبح کیا گیا، میں اس پیاسے کافر زندہ ہوں جو پیاسا ہی دنیا سے اٹھا، میں اس کافر زندہ ہوں جس پر لوگوں نے پانی بند کر دیا، حالانکہ تمام مخلوقات پر پانی کو جائز قرار دیا، میں محمد مصطفیٰ کافر زندہ ہوں، میں اس کافر زندہ ہوں

جو کربلا میں شہید کیا گیا، میں اس کافر زندہ ہوں جس کے انصار زمین میں آرام کی نیند سو گئے، میں اس کا پسر ہوں جس کے اہل حرم قید کر دیئے گئے میں اس کافر زندہ ہوں جس کے بچے بغیر جرم و خطا ذبح کر ڈالے گئے ، میں اس کا بیٹا ہوں جس کے خیموں میں آگ لگادی گئی، میں اس کافر زندہ ہوں جس کا سر نوک نیزہ پر بلند کیا گیا، میں اس کافر زندہ ہوں جس کے اہل حرم کی کربلا میں بے حرمتی کی گئی، میں اس کافر زندہ ہوں جس کا جسم کربلا کی زمین پر چھوڑ دیا گیا اور سر دوسرے مقامات پر نوک نیزہ پر بلند کر کے پھرایا گیا میں اس کافر زندہ ہوں جس کے ارد گرد سوائے دشمن کے کوئی اور نہ تھا، میں اس کافر زندہ ہوں جس کے اہل حرم کو قید کر کے شام تک پھرایا گیا، میں اس کافر زندہ ہوں جو بے یار و مددگار تھا۔ پھر امام علیہ السلام نے فرمایا لوگو! خدا نے ہم کو پانچ فضیلتیں بخشی ہیں:

۱۔ خدا کی قسم ہمارے ہی گھر میں فرشتوں کی آمدورفت رہی اور ہم ہی معدن نبوت و رسالت ہیں۔

۲۔ ہماری شان میں قرآن کی آیتیں نازل کیں، اور ہم نے لوگوں کی ہدایت کی۔

۳۔ شجاعت ہمارے ہی گھر کی کنیز ہے، ہم کبھی کسی کی قوت و طاقت سے نہیں ڈرے اور فصاحت ہمارا ہی حصہ ہے، جب فصحاء و فخر و مہابت کریں۔

۴۔ ہم ہی صراط مستقیم اور ہدایت کا مرکز ہیں اور اس کے لیے علم کا سرچشمہ ہیں جو علم حاصل کرنا چاہے اور دنیا کے مومنین کے دلوں میں ہماری محبت ہے۔

۵۔ ہمارے ہی مرتبے آسمانوں اور زمینوں میں بلند ہیں، اگر ہم نہ ہوتے تو خدا دنیا کو پیدا ہی نہ کرتا، ہر فخر ہمارے فخر کے سامنے پست ہے، ہمارے دوست (روز قیامت) سیروسیراب ہوں گے اور ہمارے دشمن روز قیامت بدبختی میں ہوں گے۔

جب لوگوں نے امام زین العابدینؑ کا کلام سناتو چیخ مار کر رونے اور پیٹنے لگے اور ان کی آوازیں بے ساختہ بلند ہونے لگیں یہ حال دیکھ کر یزید گھبرا اٹھا کہ کہیں کوئی فتنہ نہ کھڑا ہو جائے اس نے اس کے رد عمل میں فوراً مؤذن کو حکم دیا (کہ اذان شروع کر کے) امام کے خطبہ کو منقطع کر دے، مؤذن گلدستہ اذان پڑ گیا؛

اور کہا ”اللہ اکبر“ (خدا کی ذات سب سے بزرگ و برتر ہے) امامؑ نے فرمایا تو نے ایک بڑی ذات کی بڑائی بیان کی اور ایک عظیم الشان ذات کی عظمت کا اظہار کیا اور جو کچھ کہا ”حق“ ہے۔ پھر مؤذن نے کہا ”اشہد ان لا الہ الا اللہ (میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں) امامؑ نے فرمایا میں بھی اس مقصد کی ہر گواہ کے ساتھ گواہی دیتا ہوں اور برانکار کرنے والے کے خلاف اقرار کرتا ہوں۔ پھر مؤذن نے کہ ”اشہدان محمد رسول اللہ“ (میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفیٰ اللہ کے رسول ہیں) فبکی علی، یہ سن کر حضرت علی ابن الحسینؑ رو پڑے اور فرمایا اے یزید میں تجھ سے خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں بتا حضرت محمد مصطفیٰ میرے نانا تھے یا تیرے؟! یزید نے کہا آپ کے، آپ نے فرمایا، پھر کیوں تو نے ان کے اہلبیتؑ کو شہید کیا، یزید نے کوئی جواب نہ دیا اور اپنے محل میں یہ کہتا ہوا چلا گیا۔ ”لا حاجة لی بالصلواة“ مجھے نماز سے کوئی واسطہ نہیں، اس کے بعد منہال بن عمر کھڑے ہو گئے اور کہا فرزند رسول آپ کا کیا حال ہے، فرمایا اے منہال ایسے شخص کا کیا حال پوچھتے ہو جس کا باپ (نہایت بے دردی سے) شہید کر دیا گیا ہو، جس کے مددگار ختم کر دیئے گئے ہوں جو اپنے چاروں طرف اپنے اہل حرم کو قیدی دیکھ رہا ہو، جن کا نہ پردہ رہ گیا نہ چادریں رہ گئیں، جن کا نہ کوئی مددگار ہے نہ حامی، تم تو دیکھ رہے ہو کہ میں قید میں ہوں، نہ کوئی میرا ناصر ہے، نہ مددگار، میں اور میرے اہل بیت لباس کہنہ میں ملبوس ہیں ہم پر نئے لباس حرام کر دیئے گئے ہیں اب جو تم میرا حال پوچھتے ہو تو میں تمہارے سامنے موجود ہوں تم دیکھ ہی رہے ہو، ہمارے دشمن ہمیں برا بھلا کہتے ہیں اور ہم صبح وشام موت کا انتظار کرتے ہیں۔

پھر فرمایا عرب و عجم اس پر فخر کرتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ ان میں سے تھے، اور قریش عرب پر اس لیے فخر کرتے ہیں کہ آنحضرت قریش میں سے تھے اور ہم ان کے اہلبیتؑ ہیں لیکن ہم کو قتل کیا گیا، ہم پر ظلم کیا گیا، ہم پر مصیبتوں کے پہاڑ توڑے گئے اور ہم کو قید کر کے در بدر پھرایا گیا، گویا ہمارا حسب بہت گرا ہوا ہو اور ہمارا نسب بہت ذلیل ہو، گویا ہم عزت کی بلندیوں پر نہیں ہیں اور بزرگوں کے فرش پر جلوہ افروز نہیں ہوئے آج گویا تمام ملک یزید اور اس کے لشکر کا ہو گیا اور آل مصطفیٰ یزید کی ادنیٰ غلام ہو گئی ہو!، یہ سننا تھا کہ ہر طرف سے رونے پیٹنے کی صدائیں بلند ہوئیں۔

یزید بہت خائف ہوا کہ کوئی فتنہ نہ کھڑا ہو جائے اس نے اس شخص سے کہا جس نے امامؑ کو منبر پر تشریف لے جانے کے لیے کہا تھا ”ویحک اردت بصعودہ زوال ملکی“ تیرا برا ہو تو ان کو منبر پر بٹھا کر میری سلطنت ختم کرنا چاہتا ہے اس نے جواب دیا، بخدا میں یہ نہ جانتا تھا کہ یہ لڑکا اتنی بلند گفتگو کرے گا یزید نے کہا کیا تو نہیں جانتا کہ یہ اہلبیت نبوت اور معدن رسالت کا ایک فرد ہے، یہ سن کر مؤذن سے نہ رہا گیا اور اس نے کہا اے یزید ”اذا کان کذا لک فلما قتلت اباہ“ جب تو یہ جانتا تھا تو تو نے ان کے پدر بزرگوار کو کیوں شہید کیا، مؤذن کی گفتگو سن کر یزید برہم ہو گیا، ”فامر بضرب عنقه“ اور مؤذن کی گردن مار دینے کا حکم دے دیا۔

مدینہ کے قریب پہنچ کر آپؑ کا خطبہ :

مقتل ابی مخنف (20) میں ہے (ایک سال تک قید خانہ شام کی صعوبت برداشت کرنے کے بعد جب اہل بیت

رسول کی ربائی ہوئی اور یہ قافلہ کربلا ہوتا ہوا مدینہ کی طرف چلا تو قریب مدینہ پہنچ کر امام علیہ السلام نے لوگوں کو خاموش ہوجانے کا اشارہ کیا، سب کے سب خاموش ہو گئے آپ نے فرمایا:

حمد اس خدا کی جو تمام دنیا کا پروردگار ہے، روز جزاء کا مالک ہے، تمام مخلوقات کا پیدا کرنے والا ہے جو اتنا دور ہے کہ بلند آسمان سے بھی بلند ہے اور اتنا قریب ہے کہ سامنے موجود ہے اور ہماری باتوں کا سنتا ہے، ہم خدا کی تعریف کرتے ہیں اور اس کا شکر بجالاتے ہیں عظیم حادثوں، زمانے کی ہولناک گردشوں، دردناک غموں، خطرناک آفتوں، شدید تکلیفوں، اور قلب و جگر کو ہلا دینے والی مصیبتوں کے نازل ہونے کے وقت اے لوگو! خدا اور صرف خدا کے لیے حمد ہے، ہم بڑے بڑے مصائب میں مبتلا کئے گئے، دیوار اسلام میں بہت بڑا رخنہ (شگاف) پڑ گیا، حضرت ابو عبد اللہ الحسینؑ اور ان کے اہل بیت شہید کر دیے گئے، ان کی عورتیں اور بچے قید کر دیے گئے اور (لشکر یزید نے) ان کے سر ہائے مبارک کو بلند نیزوں پر رکھ کر شہروں میں پھرایا، یہ وہ مصیبت ہے جس کے برابر کوئی مصیبت نہیں، اے لوگو! تم سے کون مرد ہے جو شہادت حسینؑ کے بعد خوش رہے یا کون سا دل ہے جو شہادت حسینؑ سے غمگین نہ ہو یا کون سی آنکھ ہے جو آنسوؤں کو روک سکے، شہادت حسین پر ساتوں آسمان روئے، سمندر اور اس کی شاخیں روئیں، مچھلیاں اور سمندر کے گرداب روئے ملائکہ مقربین اور تمام آسمان والے روئے

اے لوگو! کون سا قطب ہے جو شہادت حسینؑ کی خبر سن کر نہ پھٹ جائے، کون سا قلب ہے جو محزون نہ ہو، کون سا کان ہے جو اس مصیبت کو سن کر جس سے دیوار اسلام میں رخنہ پڑا، بہرہ نہ ہو، اے لوگو! ہماری یہ حالت تھی کہ ہم کشاں کشاں پھرائے جاتے تھے، در بدر ٹھکرائے جاتے تھے ذلیل کئے گئے شہروں سے دور تھے، گویا ہم کو اولاد ترک و کابل سمجھ لیا گیا تھا، حالانکہ نہ ہم نے کوئی جرم کیا تھا نہ کسی برائی کا ارتکاب کیا تھا نہ دیوار اسلام میں کوئی رخنہ ڈالا تھا اور نہ ان چیزوں کے خلاف کیا تھا جو ہم نے اپنے آباؤ اجداد سے سنا تھا، خدا کی قسم اگر حضرت نبی بھی ان لوگوں (لشکر یزید) کو ہم سے جنگ کرنے کے لیے منع کرتے (تو یہ نہ مانتے) جیسا کہ حضرت نبی نے ہماری وصایت کا اعلان کیا (اور ان لوگوں نے مانا) بلکہ جتنا انہوں نے کیا ہے اس سے زیادہ سلوک کرتے، ہم خدا کے لیے ہیں اور خدا کی طرف ہماری بازگشت ہے۔“

واقعہ حرہ اور امام کا صبر :

مستند تواریخ میں ہے کہ کربلا کے بے گناہ قتل نے اسلام میں ایک تہلکہ ڈال دیا خصوصاً ایران میں ایک قوی جوش پیدا کر دیا، جس نے بعد میں بنی عباس کو بنی امیہ کے غارت کرنے میں بڑی مدد دی چونکہ یزید تارک الصلوٰۃ اور شارب الخمر تھا اور بیٹی بہن سے نکاح کرتا اور کتوں سے کھیلتا تھا، اس کی ملحدانہ حرکتوں اور امام حسینؑ کے شہید کرنے سے مدینہ میں اس قدر جوش پھیلا کہ ۶۲ ھ میں اہل مدینہ نے یزید کی معطلی کا اعلان کر دیا اور عبد اللہ بن حنظلہ کو اپنا سردار بنا کر یزید کے گورنر عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو مدینہ سے نکال دیا۔ سیوطی تاریخ الخلفاء میں لکھتا ہے کہ غسیل الملائکہ (حنظلہ) کہتے ہیں کہ ہم نے اس وقت یزید کی خلافت سے انکار نہیں کیا جب تک ہمیں یہ یقین نہیں ہو گیا کہ آسمان سے پتھر برس پڑیں گے غضب ہے کہ لوگ ماں

بہنوں، اور بیٹیوں سے نکاح کریں۔ علانیہ شرابیوں پر پٹیاں اور نماز چھوڑ بیٹھیں۔

یزید نے مسلم بن عقبہ کو جو خونریزی کی کثرت کے سبب ”مسرف“ کے نام سے مشہور ہے، فوج کشیدے کر اہل مدینہ کی سرکوبی کوروانہ کیا اہل مدینہ نے باب الطیبہ کے قریب مقام ”حرہ“ پر شامیوں کا مقابلہ کیا، گھمسان کارن پڑا، مسلمانوں کی تعداد شامیوں سے بہت کم تھی باوجودیکہ انہوں نے دادمردانگی دی، مگر آخر شکست کھائی، مدینہ کے چیدہ چیدہ بہادر رسول اللہ کے بڑے بڑے صحابی انصار و مہاجر اس ہنگامہ آفت میں شہید ہوئے، شامی شہر میں گھس گئے مزارات کوان کی زینت و آرائش کی خاطر مسمار کر دیا، ہزاروں عورتوں سے بدکاری کی ہزاروں باکرہ لڑکیوں کا ازالہ بکارت کر ڈالا، شہر کو لوٹ لیا، تین دن قتل عام کرایا، دس ہزار سے زیادہ مدینہ کے باشندے جن میں سات سو مہاجر و انصار اور اتنے ہی حاملان و حافظان قران علماء و صلحاء و محدث تھے اس واقعہ میں قتل ہوئے ہزاروں لڑکے لڑکیاں غلام بنائی گئیں اور باقی لوگوں سے بشرط قبول غلامی یزید کی بیعت لی گئی۔

مسجد نبوی اور حضرت کے حرم مقدس میں گھوڑے بندھوائے گئے یہاں تک کہ لید کے انبار لگ گئے یہ واقعہ جو تاریخ اسلام میں واقعہ مسجد نبوی اور حضرت کے حرم مقدس میں گھوڑے بندھوائے گئے یہاں تک کہ لید کے انبار لگ گئے یہ واقعہ جو تاریخ اسلام میں واقعہ حرہ کے نام سے مشہور ہے۔ ۲۷ ذی الحجہ ۶۳ ھ کو ہوا تھا۔ اس واقعہ پر مولوی امیر علی لکھتے ہیں کہ کفر و بت پرستی نے پھر غلبہ پایا، ایک فرنگی مورخ لکھتا ہے کہ کفر کا دوبارہ جنم لینا اسلام کے لیے سخت خوفناک اور تباہی بخش ثابت ہوا بقیہ تمام مدینہ کو یزید کا غلام بنایا گیا، جس نے انکار کیا اس کا سرتار لیا گیا، اس رسوائی سے صرف دو آدمی بچیں ”علی بن الحسین“ اور علی بن عبداللہ بن عباس ان سے یزید کی بیعت بھی نہیں لی گئی۔ مدارس شفا خانے اور دیگر رفاہ عام کی عمارتیں جو خلفاء کے زمانے میں بنائی گئیں تھیں یا تو بند کر دی گئیں یا مسمار اور عرب پھر ایک رہا کرتے تھے۔ (22)

منابع :

(1)۔ اعلام الوری ص ۱۵۱ و مناقب جلد ۴ ص ۱۳۱

(2) جلاء العیون ص ۲۵۶۔

(3) قمعام جلاء العیون؛ عیون اخبار رضا دمعہ ساکبہ جلد ۱ ص ۴۲۶

(4) ارشاد مفید ص ۳۹۱، فصل الخطاب۔

(5) مجمع البحرین ص ۵۷۰۔

(6) مطالب السؤل ص ۲۶۱، شواہد النبوت ص ۱۷۶، نور الابصار ص ۱۲۶، الفرع النامی نواب صدیق حسن ص ۱۵۸

(7) نورالابصار ص ۱۲۶.

(8) مطالب السؤل ص ۲۶۲، شواهد النبوت ص ۱۷۷

(9) دمعة ساكية ص ۴۲۶ .

(10) اصول كافي ص ۲۵۵.

(11) ينابيع المودة ص ۳۱۵، وفصل الخطاب ص ۲۶۱.

(12) - مناقب جلد ۴ ص ۱۳۱.

(13) - دمعه ساكبه ص ۲۳۹.

(14) تحفه حسينه علامه بسطامي.

(15) لهوف.

(16) ناسخ تواريخ

(17) احسن القصص ص ۱۸۲ طبع نجف.

(18) جلاء العيون ص ۲۵۶.

(19) كتاب لهوف ص ۶۸.

(20) مقتل ابي مخنف ص ۱۳۵، بحار الانوار جلد ۱۰ ص ۲۳۳، رياض القدس جلد ۲ ص ۳۲۸ ، اورروضة الاحباب.

(21) مقتل ابي مخنف ص ۸۸ .

(22) - تاريخ اسلام جلد ۱ ص ۳۶ ، تاريخ ابوالفداء جلد ۱ ص ۱۹۱، تاريخ فخرى ص ۸۶، تاريخ كامل جلد ۲ ص ۲۹
، صواعق محرقه ص ۱۳۲.